ایرانی تصوف کے امتیازات میں شریعت سے بے گانگی طریقت پر انحصار، خانقاہوں کا نظام، سماع ورقص، جواں مردی وفتوت کے طریق ورسوم شامل ہیں جو اسے دیگر علاقوں کے تصوف سے جدا کرتے ہیں۔ علامہ اقبال نے جن کی نظر ایرانی تصوف پر بڑی گہری ہے خواجہ حسن نظامی کے نام ایک خط میں یہ لکھا تھا کہ "ایرانی تصوف نے ہر قوم کی رہبانیت سے فائدہ اٹھایا ہے اور ہر واہی تعلیم کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کی ہے یہاں تک کہ قرمطی تحریک سے بھی۔۔۔۔ محض اس وجہ سے کہ قرمطی تحریک کا مقصد بھی بالآخر قیود شرعیہ اسلامیہ کو فنا کرنا تھا"۔ ورنہ جہاں تک نفس تصوف کا تعلق ہے اس میں وہ تفریق کے قائل نظر آتے ہیں۔ "ادبیات تصوف کا وہ حصہ جو اخلاق وعمل سے تعلق رکھتا ہے۔ نہایت قابل قدر ہے کیونکہ اس سے سوز وگداز حاصل ہوتا ہے البتہ اس کا وہ حصہ جو فلسفہ سے تعلق رکھتا ہے وہ بے کار محض ہے اور بعض صورتوں میں تعلیم قرآن کے مخالف"۔

سعید نفیسی کی کج فکریوں کے باوجود اس کتاب کے مطالعہ کو مصنف نے دو وجوہ سے ضروری سمجھا ہے اول یہ کہ سعید نفیسی ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ کے اوّلین اساتذہ میں سے ہیں اس لیے ان کے علمی کارناموں کا تعارف اس پر واجب ہے دوسرے یہ موضوع اس ادارہ کے نصاب میں شامل ہے جس کے ہر پہلو پر اساتذہ وطلبہ کی نظر ہونی چاہیے۔

تبصرہ نگار کی نظر میں یہ کتاب طالب علموں کے لیے تو کم محققین اور اساتذہ کے لیے کسی حد تک قابل توجہ ہو سکتی ہے اس لیے کہ اس کے اندر جو تضاد بیانیاں ہیں اور تجزیہ وتحلیل کی جو نارسائیاں ہیں ان کی گرفت ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔

کتاب کے تعارف میں مصنف کا یہ طریق قابل تحسین ہے کہ نفیسی کے بیشتر خیالات کو ان کی اصل زبان (فارسی) میں پیش کرکے ذیل میں ان کا ترجمہ کر دیا گیا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مصنف کی ترجمانی میں انھوں نے پوری دیانت داری سے کام لیا ہے۔ درمیان میں کہیں کہیں عربی عبارتوں کے ترجمے بھی ہیں جن میں بیشتر محل نظر ہیں۔

(ڈاکٹر منور حسین فلاحی)

اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج

مصنف: اسرار عالم

ناشر: دین ودانش پبلیکیشنز دہلی۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ ذکری مٹیا محل دہلی ۶

طبع اول ۱۹۹۶ء صفحات ۱۱۴ قیمت =/۲۵

آج جبکہ دنیا اکیسویں صدی میں داخل ہوا چاہتی ہے، مختلف حلقوں کی جانب سے مختلف ردعمل سامنے آرہے ہیں۔ نئی صدی کے لیے کیا لائحہ عمل ہونا چاہیے؟ اس کے لیے کیسی تیاریوں کی ضرورت ہے؟ انسانوں کو کیا مسائل درپیش ہیں؟ دنیا کے سامنے کیا چیلنجز ہیں؟ ان سوالات کے تعلق سے مختلف دانشور اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں مسلمانوں کو بحیثیت امت مسلمہ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ یہ ہے وہ سوال جس کا زیر تبصرہ کتاب میں جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

کتاب میں بنیادی طور پر تین مباحث ہیں۔ اولاً مصنف نے "روایتی ملی احساس" رکھنے والے ان افراد کے بارے میں جو نئی صدی میں داخلہ کے لیے مسلمانوں اور مسلم ملکوں کو اپنا جائزہ لینے کی بات کرتے ہیں۔ اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ان کی فکر "نقالی، کم نگاہی یا سطحیت" پر مبنی ہے (ص۵) پھر اس انداز فکر کے تین اسباب قرار دیے ہیں۔ (۱) تمسک بالکتاب والسنہ کا حق ادا نہ ہونا۔ (۲) عجلت پسندی اور (۳) معاصر طاغوتی افکار سے مغلوبیت دوسری بحث میں مصنف نے عصر حاضر کے مغربی نظام کو جاہلی قرار دیتے ہوئے اس کی قدروں پر روشنی ڈالی ہے اور انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی پہلوؤں مثلاً طبیعیات، حیاتیات و عمرانیات، فنون لطیفہ، سیاسیات وغیرہ پر اس جاہلیت خالصہ کی بالادستی کا تذکرہ کیا ہے۔ انھوں نے واضح کیا ہے کہ اس بالادستی کی وجہ سے بحر و بر میں فساد برپا ہوگیا ہے۔ یہ فساد ماحولیات میں بھی ہوا ہے۔ اخلاقیات میں بھی، معاشرت میں بھی اور سیاسی، معاشی، عمرانی اور روحانی نظاموں میں بھی۔ مصنف نے خاص طور سے معاش، ماحولیاتی اور عسکری میدانوں میں فساد کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی اس سنت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ راہِ اعتدال سے بہک جانے والی قوموں کو ایک مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے۔ مگر جب ان کے راہ یاب ہونے کی تمام امیدیں منقطع ہو جاتی ہیں تو وہ انھیں ہلاک کر دیتا ہے۔ ایسی صورت حال میں امت مسلمہ پر کیا فرض عائد ہوتا ہے؟ اور وہ شہادت علی الناس کی ذمہ داری کیسے انجام دے؟ مصنف نے اسے تیسری بحث کا موضوع بنایا ہے اور اس کے چار مراحل قرار دیے ہیں۔

یہ کتاب موجودہ حالات پر ایک فکر انگیز تجزیہ اور امت مسلمہ کے سوچنے سمجھنے والے

طبقہ کو حرکت و عمل پر آمادہ کرنے کی ایک کوشش ہے۔ کتاب کی اس خوبی کے ساتھ تبصرہ نگار چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہے:

۱۔ مصنف نے مغربی جاہلی نظام کی ہلاکت خیزیوں اور فساد کے مظاہر پر روشنی ڈالتے ہوئے اقتصادی، ماحولیاتی اور عسکری پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اسی قدر تفصیل کے ساتھ اخلاق و معاشرت کے پہلو سے بحث کی تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

۲۔ مصنف نے بعض مقامات پر ضروری تفصیل سے بھی اجتناب کیا ہے۔ مثلاً انھوں نے شہادت علی الناس کی بحث میں اس کے مراحل کا تذکرہ بس اشاروں میں کیا ہے۔

۳۔ بہت سے مقامات پر احادیث اور عربی عبارتوں کے ترجمے نظر ثانی کے محتاج ہیں (مثلاً ص۸ ص۹ ص۲۷ ص۵۵ ص۶۲ ص۶۶ ص۶۸ ص۶۹ ص۷۰ ص۸۲

۴۔ کتاب میں زبان بہت ٹھیٹھ استعمال کی گئی ہے۔ حالانکہ ان ہی افکار و خیالات کو آسان زبان میں پیش کیا جا سکتا تھا۔ شئونات ص۶۰ (صحیح لفظ شئون بمعنی احوال) مقتدیت ص۷۹ (صحیح لفظ اقتدا بمعنی اتباع) اغلباً ص۶۶ Organism کا ترجمہ متعضیات ص۲۴ Accumulation کا ترجمہ اجاع ص۲۴ Technology کا ترجمہ طریقہ فنیت یا علم الفنیت ص۲۴ اس کی چند مثالیں ہیں۔ ہر جگہ نشأۃ الثانیہ لکھا گیا ہے جبکہ صحیح لفظ نشأۃ ثانیہ ہے (بغیر ال کے)

بہر حال یہ کتاب ایک عصری موضوع پر اسلامی نقطۂ نظر سے غور و فکر اور تجزیہ کا اچھا نمونہ ہے۔

(محمد رضی الاسلام ندوی)

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی کی ایک اہم کتاب

ایمان و عمل کا قرآنی تصوّر

الطاف احمد اعظمی

○ ایمان و عمل کے مروجہ تصور کی کمزوریوں کی نشان دہی کرتی ہے۔ ○ قرآن و سنت کے نقطۂ نظر کی مدلل اور دلنشیں تشریح کرتی ہے۔ ○ ایمان و عمل کے تقاضے اور دنیا اور آخرت میں کامیابی کی راہ واضح کرتی ہے۔

آفسٹ کی طباعت۔ خوبصورت سرورق۔ صفحات ۲۸۰ قیمت ۲۵ روپئے لائبریری ایڈیشن ۴۰ روپئے

ملنے کا پتا: ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور۔ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲